سلسلہ خطبات نمبر

23

علماء خطباء اور ائمہ مساجد کے لئے

بیان جمعۃ المبارک







عنوان

اصلاحِ معاشرہ اور سورۃ الحجرات

از قلم

مولانا اکرم بشیر مخدوم پوری صاحب حفظہ اللہ

فاضل دار العلوم کبیر والا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاحِ معاشرہ اور سورۃ الحجرات

20/ مئی 2022 بمطابق 18/ شوال المکرم 1443

تحریر و ترتیب: مولانا اکرم بشیر مخدوم پوری

اہم عنوانات

شریعت سے تجاوز　حضور کا ادب　خبر کی تحقیق　مسلمانوں میں صلح کراؤ　مسلمان بھائی بھائی　مذاق اڑانا

برے القاب سے پکارنا　بدگمانی اور عیب جوئی　غیبت کرنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ خُصُوْصًا عَلَی الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ ۔ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (الحجرات:49/1-2)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (صحیح البخاری:13)

فہرست عنوانات

عنوان صفحہ نمبر

تمہید

آپ حضرات کے سامنے سورۃ الحجرات کی پہلی آیتِ مبارکہ تلاوت کی ہے۔

سورۃ الحجرات کے بنیادی موضوع دو ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ادب، تعظیم اور اطاعت کے معاملے میں ایک مسلمان کا کیا رویہ اور کردار ہونا چاہیئے۔ دوسرا یہ کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق برقرار رکھنے کے لئے کن اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔اس سلسلے میں اسلامی معاشرت کے بنیادی رہنمااصول بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل کرکے ایک خوشگواراسلامی معاشرہ تشکیل پاسکتاہے اور معاشرے میں جن باتوں کی وجہ سے آپس میں غلط فہمیاں،بدگمانیاں اور لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اس سورت میں ان کو بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کرکے ان کی اصلاح کی گئی ہے۔

شریعت سے تجاوز کرنا

سورۃ الحجرات کی پہلی آیت مبارکہ میں فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ○(سورۃ الحجرات:1/49)

”اے ایمان والو! اللہ اوراس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالی سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتاہے“۔

یعنی اپنے تمام معاملات میں،اعمال و اقوال میں اوراپنی سوچ اور فکر میں اللہ اوراس کے رسول کی تابعداری اور فرمانبرداری کرو۔ ایمان کا اور مسلمان ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ بندہ اللہ اوراس کے رسول کے احکام کو دل و جان سے تسلیم کرے اور ان کی تابعداری کرے اوراللہ اوراس کے رسول کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے اور کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول کا حکم آجائے تو اس سے ذرا بھی انحراف اور تجاوز نہ کرے۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے جگہ جگہ ایمان والوں کو اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیاہے۔

ایک جگہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (سورۃالانفال:1/8)

"اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"

ایک جگہ فرمایا: **وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ○**(آل عمران:132/3)

"اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیاجائے"۔

ایک جگہ فرمایا: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؀ (سورۃ الاحزاب:36/33)

"جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد یا مومن عورت کے لئے (یہ) اختیار نہیں رہتا (کہ وہ اس کو تسلیم کرے یا نہ کرے بلکہ اس پر ماننا لازم ہوتا ہے) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ واضح گمراہی میں جا پڑا"

☆ جب اللہ او اس کے رسول کا حکم آجائے تو ایمان والوں کا ردعمل کیا ہوتا ہے اس بارے میں ایک جگہ فرمایا:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؀ (سورۃ النور:51/24)

"جب ایمان والوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے (اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ) سن لیا اور مان لیا یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں"۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے کسی بھی معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو فراموش کرنے کی اجازت نہیں اس لئے یہاں فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؀ (سورۃ الحجرات:1/49)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالی سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے"۔

(اگرچہ یہ آیت مبارکہ شانِ نزول کے اعتبار سے ایک خاص واقعہ کے پسِ منظر نازل ہوئی ([1]) لیکن الفاظ عام استعمال کرکے) اس آیت میں تمام مسلمانوں کو ایک اصولی ہدایت کر دی گئی کہ کسی بھی معاملے میں اللہ کے نبی ﷺ سے آگے بڑھنا درست نہیں اس میں یہ بھی داخل ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں اور مختلف احکام میں اللہ کے نبی ﷺ نے جو حدود مقرر فرمائی ہیں ان سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کی جائے۔

☆ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم قیامت تک باقی ہے منسوخ نہیں ہے لہذا حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی سنت اور آپ کے فرمان سے آگے بڑھنا بھی ایسے ہی ہے جیسے آپ کی زندگی میں آپ سے آگے بڑھنا (مدارج السالکین)

اس لئے ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اس سے ایک قدم بھی تجاوز نہ کرے اور اللہ کے نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے احکام کے مطابق زندگی گزارے۔

([1]) صحیح بخاری شریف اور دیگر کتب میں یہ روایت ہے کہ ایک بار نبی ﷺ کی خدمت بنو تمیم کا ایک وفد حاضر ہوا تھا اور جب آپ ﷺ کے حجرہ کے پاس پہنچے تو کم علمی کی وجہ سے باہر سے اونچی آواز میں آپ ﷺ کو آواز دینا شروع کر دی۔ اس کے بعد ملاقات ہوئی تو ابھی اللہ کے نبی ﷺ نے اس وفد کا کوئی امیر مقرر نہیں کیا تھا اس سے پہلے ہی اس بارے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مشورہ شروع کر دیا دونوں کی رائے مختلف تھی اس پر مشورہ ذرا لمبا ہو گیا۔ اور ان دو حضرات کی آواز بھی بلند ہو گئی اس پر یہ ابتدائی آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ادب

☆ دوسری آیت مبارکہ میں ایمان والوں کو نبی اکرم ﷺ کا ادب سکھایا گیا ہے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○(سورۃ الحجرات:2/49)

”اے ایمان والو! اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور ان اونچی آواز سے بات نہ کیا کرو جیسے تم آپس میں اونچی آواز سے بات کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے“۔

اس میں رسول اللہ ﷺ کا ادب بتایا کہ جب آپ کی مجلس ہو یا آپ سے گفتگو کرنی ہو تو اپنی آواز پست رکھا کرو اور آپ ﷺ کے ساتھ اس انداز سے اور اونچی آواز سے بات نہ کیا کرو جس طرح تم آپس میں بات کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے نبی ﷺ کی بے ادبی کر بیٹھو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارے سب نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔

صحابہ کرام کا باادب ہونا

روایات میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز قدرتی طور پر بلند تھی اس کے باوجود اس آیت کے نازل ہونے کے بعد وہ آپ کے سامنے اتنی آہستہ آواز سے بات کرتے کہ کئی مرتبہ دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا کہ آپ نے کیا بات کہی ہے۔(بخاری)

اسی طرح ایک صحابی حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ وہ آپ کی مجلس میں آ نہیں رہے آپ نے ایک صحابی سے کہا کہ ان کا پتہ کرو وہ کیوں نہیں آ رہے جب وہ حضرت ثابت بن قیس کے گھر گئے تو دیکھا کہ وہ خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا اور آپ حضور کی مجلس میں کیوں نہیں آ رہے؟ تو حضرت ثابت بن قیس نے جواب دیا کہ آپ کو پتہ ہے کہ میری آواز قدرتی طور پر بلند ہے اس لئے میں نے حضور ﷺ کے سامنے اونچی آواز سے بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ (میرے سب اعمال ضائع ہو گئے اور) میں اہلِ نار میں سے ہوں انہوں نے جا کر یہ بات حضور ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا کہ ان کو جا کر بتاؤ کہ تم اہلِ نار میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہلِ جنت میں سے ہو(بخاری: کتاب تفسیر القرآن باب{لا ترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی}[الحجرات:2] الآیة)۔

یہ حکم اب بھی ہے

☆ اہلِ علم نے لکھا ہے کہ جس طرح آپ کی حیاتِ طیبہ میں آپ کے ادب اور احترام کا حکم تھا اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی یہ حکم باقی ہے اور آپ کے روضۂ اطہر کے پاس اونچی آواز سے نہیں بولنا چاہئے اور درود و سلام بھی آہستہ آواز سے پیش کرنا چاہیے اور جیسے یہ حکم تھا کہ آپ ﷺ جب گفتگو فرما رہے ہوں تو ادب اور خاموشی کے ساتھ سنا جائے اسی طرح جب آپ کا تذکرہ ہو رہا ہو اور آپ کے ارشادات بیان کئے جا رہے ہوں تب بھی خاموشی اور توجہ کے ساتھ سننے کا حکم ہے۔(آسان تفسیر، خالد سیف اللہ رحمانی بحوالہ احکام القرآن لابن عربی)

کیونکہ آپ کا کلام جب آپ کی زبان مبارک سے بیان کیا جارہا ہو اس وقت اس کو خاموشی اور ادب کے ساتھ سننا ضروری ہے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد جب کسی مجلس میں آپ کا کلام سنایا جارہا ہو (تو اس کو بھی خاموشی اور ادب کے ساتھ سننا ضروری ہے اور) شور شرابہ کرنا بے ادبی ہے (معارف القرآن عثمانی)

مسجد نبوی کا ادب

☆ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اِذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مَنْ أَنْتُمَا - أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ - قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: «لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ» (صحیح البخاری: 470 كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ)

"حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ: میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا اچانک کسی نے میری طرف کنکری پھینکی میں نے دیکھا کہ کنکری پھینکنے والے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ اشارہ کر کے مجھے بلا رہے ہیں جب میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کیا کہ ان کو میرے پاس بلا کر لاؤ (اب حضرت عمر کا ادب واحترام دیکھئے یہ بھی مسجد نبوی کا احترام ہے کہ حضرت عمر حضرت سائب بن یزید کو آواز دے کر بھی بلا سکتے تھے لیکن آواز دینے کے بجائے کنکری پھینک کر اشارے سے بلایا تاکہ مسجد نبوی میں شور نہ ہو اسی طرح ان دو آدمیوں کو آواز بھی دے سکتے تھے لیکن آواز دینے کے بجائے سائب بن یزید کو اشارہ کر کے کہا کہ ان کو میرے پاس لے کے آؤ سائب بن یزید کہتے ہیں:) جب میں ان کو بلا کر لایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف سے آئے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم یہاں مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا تم لوگ حضور کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو اور اونچی آواز میں بولتے ہو؟"

☆ اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ جب آدمی مسجد نبوی میں جائے تو وہاں بھی اس ادب کا خیال کرنا چاہئے اور اونچی آواز سے بولنے اور شور کرنے سے گریز کرنا چاہئے کہ یہ بھی حضور ﷺ کی بے ادبی میں شامل ہے اور اس سے بھی خطرہ ہے کہ انسان کے اعمال اور نیکیاں ضائع ہو جائیں۔

صحابہ کرام کی تعریف

☆ دوسری طرف جو صحابہ کرام اللہ کے نبی ﷺ کے ادب واحترام کا خیال کرتے ہیں ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ (سورۃ الحجرات: 3/49)

بیشک جو لوگ اللہ کے رسول (ﷺ) کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوی کے لئے خالص کر دیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے"۔

☆ اور عہدِ رسالت میں کچھ دیہاتی قسم کے لوگ تھے جو اس ادب و احترام سے ناواقف تھے بعض اوقات وہ نبی ﷺ کے پاس ملاقات کے لئے اور دین سیکھنے کے لئے آتے تو نبی ﷺ کے حجرات کے باہر کھڑے ہو کر آپ ﷺ کو آوازیں دینے اور پکارنے لگ گئے ان کو بھی ادب سکھایا اور فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ (سورۃ الحجرات:5-4/49)

"بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے اواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے۔ اور اگر وہ صبر کر لیتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر نکل کر آجاتے تو ان کے لئے زیادہ بہتر تھا، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ کو اونچی آواز سے پکارنا یا آپ کے سامنے اونچی آواز کرنا بے عقلی اور ناسمجھی ہے اور اس صورت میں یہ اندیشہ ہے کہ انسان کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جائیں اور انسان کو پتہ بھی نہ چلے۔ اور جو لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے ادب و احترام کا لحاظ رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

خبر کی تحقیق

سورۃ الحجرات میں ایک اہم حکم یہ دیا گیا ہے کہ کوئی بھی خبر جب سامنے آئے تو اس پر یقین کرنے سے پہلے اور اس خبر کو آگے بیان کرنے اور پھیلانے سے پہلے اس کی تحقیق کر لی جائے کہ کیا وہ خبر درست بھی ہے یا نہیں چنانچہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ○ (سورۃ الحجرات:6/49)

”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر (بعد میں) اس پر پشیمانی ہو“۔

یعنی کوئی بھی خبر تمہیں پہنچے اس کو تسلیم کرنے اور اس پر عمل کرنے سے پہلے اس کی تحقیق کر لیا کرو کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی غیر معتبر آدمی جان بوجھ کر یا کوئی معتبر آدمی غلط فہمی میں کوئی ایسی خبر دے دے جو کسی کے خلاف جاتی ہو اور تم اس کی تحقیق کئے بغیر جس کے خلاف خبر دی گئی اس کے خلاف کوئی کارروائی کر لو یا کوئی اقدام اٹھا لو اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ تو خبر ہی جھوٹی تھی اور تم نے اس کے خلاف بلاوجہ اقدام اٹھا لیا اور ان کو نقصان پہنچا دیا اور اس پر بعد میں تمہیں پچھتانا پڑے۔

☆ ہر خبر سچی نہیں ہوتی پہلے خبر کی تحقیق ضروری ہوتی ہے اس لئے کسی غیر معتبر اور فاسق([2]) آدمی کی خبر پر اعتبار کرنے کے بجائے پہلے اس کی تحقیق کرنی چاہئے ہو سکتا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہو یا اسے بات سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو خصوصاً جبکہ اس کی وجہ سے کسی کا نقصان ہو سکتا ہو۔

([2]) فاسق سے مراد وہ لوگ ہیں جو شریعت کی حدود و قیود سے بے پرواہ ہوں (تفسیر تدبرِ قرآن)

☆ آیتِ مبارکہ سے (یہ بھی) معلوم ہوا کہ ایک شخص کی خبر اس وقت قبول کی جائے گی جب وہ دین دار اور معتبر ہو شریعت کی اصطلاح میں عادل ہو فاسق کی خبر قابلِ قبول نہ ہو گی (آسان تفسیر)

سنی سنائی باتوں کی تحقیق

☆ محض سنی سنائی باتوں کو آگے نقل کرنے والے اور پھیلانے والے کو اللہ کے نبی ﷺ نے جھوٹا آدمی قرار دیا ہے چنانچہ:

اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح المسلم:8956 مقدمہ مسلم باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع)

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنا اور پھیلانا شروع کر دے"۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

قَالَ عَبْدُ اللهِ : إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِيْ صُورَةِ الرَّجُلِ، فَيَأْتِي الْقَوْمَ ، فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ ، فَيَتَفَرَّقُوْنَ، فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ : سَمِعْتُ رَجُلاً أَعْرِفُ وَجْهَهُ، وَلاَ أَدْرِيْ مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ. (صحیح المسلم: 18 مقدمہ مسلم، باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء والکذابین ومن یُرغب عن حدیثھم)

''حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کئی دفعہ شیطان کسی قوم کے پاس انسانی شکل میں آتا ہے اور ان کو کوئی جھوٹی بات بتاتا ہے پھر وہ لوگ اس بات کو آگے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں پھر ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ بات میں نے کسی آدمی سے سنی ہے مجھے اس کے نام کا تو نہیں پتہ لیکن چہرے سے اس کو پہچان سکتا ہوں اس نے میرے سامنے یہ بات بیان کی ہے (حالانکہ وہ بات بالکل جھوٹی ہوتی ہے)''۔

اکثر اختلافات اور جھگڑے سنی سنائی باتوں سے اور جھوٹی افواہوں کی وجہ سے ہوتے ہیں اور آج تو پروپیگنڈے کا دور ہے سب سے زیادہ پروپیگنڈا میڈیا پر ہوتا ہے اس لئے میڈیا کی خبروں پر بھی یقین نہ کیا کریں سب سے زیادہ جھوٹ میڈیا پر چلتا ہے اور اس میں کوئی کسر رہتی تھی تو وہ سوشل میڈیا نے پوری کر دی ہے۔ جس میں اکثر باتیں جھوٹ ہوتی ہیں اور ہم بغیر سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق کئے ان کو آگے پھیلا دیتے ہیں اور کئی بار تو یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ خبر جھوٹ ہے لیکن وہ دیکھتا ہے کہ چونکہ وہ میرے ذہن کے مطابق ہے یا میری پارٹی اور میرے لیڈر کی حمایت میں اور مخالف پارٹی یا اس کے لیڈر کی مخالفت میں ہے اس لئے اس کو آگے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔

ہر بات کے پیچھے نہ پڑیں

☆ یہاں یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ ہمیں یہ حکم نہیں ہے کہ ہم ہر بات کی تحقیق اور تصدیق کرتے پھریں کیونکہ قرآن مجید میں یہ بھی اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (سورۃ الاسراء:36/17)

''جس چیز کا تمہیں پتہ نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو''۔

اس لئے ہر چھوٹی بڑی اور معمولی معمولی باتوں کی کھوج کرید کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ ایسی خبر جو اہم ہے اور معاشرے پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اس کی تحقیق کرنے کا حکم ہے کہ پہلے اس کی تحقیق کرو پھر آگے بیان کرو۔

☆ معاشرے میں جس طرح غلط خبریں پھیلانا، بے تحقیق باتیں بیان کرنا، غلط افواہیں اڑانا شرعاً ممنوع اور بری عادت ہے اسی طرح سنی سنائی باتوں پر یقین کرلینا اور بے بنیاد پروپیگنڈے کی بنیاد پر رائے اور نظریہ قائم کرلینا یا اس کی بنیاد پر کوئی اقدام کرنا یا کسی پر الزام لگانا بھی شریعت کے مزاج اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہی بہتر ہے

☆ سورۃ الحجرات کی اگلی آیت مبارکہ میں فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ (سورۃ الحجرات:7/49)

''اور تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں بہت سی باتیں ہیں جن میں اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو خود تم مشکل میں پڑ جاؤ''۔

☆ سورۃ کے شروع میں جو ایمان والوں کو حکم دیا گیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو تو اس میں یہ بھی داخل تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کرنے سے پہلے تم کوئی فیصلہ مت دو اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اپنی کسی رائے پر اصرار نہ کرو

اب ایک اور ہدایت یہ دی جارہی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اپنی کسی رائے پر اصرار بھی نہ کرو تمہیں اچھی طرح یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ہیں تمہیں چاہئے کہ تم ان کی فرمانبرداری کرو نہ یہ کہ تمہیں یہ خواہش ہو کہ اللہ کے رسول ہماری بات مان لیں کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں اگر اللہ کے رسول ﷺ تمہاری بات مان لیا کریں تو یہ خود تمہارے حق میں بہتر نہیں ہوگا اور تم خود اس سے مشقت میں پڑ جاؤ گے اس لئے اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے مطابق جو فیصلہ بھی کرتے ہیں اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے۔

اس میں ہمارے لئے سبق یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے سامنے اپنی مرضی اور اپنی خواہش پر عمل نہ کریں کیونکہ اللہ رب العلمین نے شریعت میں خیر ہی خیر رکھی ہے اللہ کے نبی ﷺ کی مبارک سیرت اور آپ کی سنتوں میں خیر ہی خیر اور آسانی ہی آسانی ہے اس کے مقابلے میں اگر ہم شریعت میں معاملے میں بھی اپنی مرضی اور اپنی خواہش پر چلیں گے یا غیر مسلموں کے طور طریقے اپنائیں گے تو اس سے ہم خود اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنے والے ہوں گے۔

آج کے مسلمان کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے شریعت کے احکام کو پس پشت ڈال کر اور اپنے نبی ﷺ کے مبارک طریقوں کو چھوڑ کر رسم ورواج اور غیروں کے طریقوں کو اپنار کھا ہے جس کی نحوست سے ہمارے گھروں سے خیر اٹھ گئی ہے برکت ختم ہو گئی ہے اور پریشانیاں بڑھ گئی ہیں۔

صحابہ کرام کے ایمان کی گواہی

☆ پھر اللہ تعالی نے نبی ﷺ کے صحابہ کرام کے ایمان کی گواہی دیتے ہوئے اور ان پر اپنے خصوصی فضل وانعام کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (سورۃ الحجرات:7/49)

"اللہ تعالی نے تم پر اپنا فضل کیا کہ اس نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور تمہارے اندر کفر اور گناہوں اور نافرمانی کی نفرت بٹھا دی ہے اور یہی لوگ اللہ کے فضل اور انعام سے ہدایت پر ہیں"۔

مسلمانوں میں صلح

سورۃ الحجرات میں ایک اہم حکم یہ دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو آپس کے لڑائی جھگڑوں سے بچ کر رہنا چاہئے اور اگر دو جماعتوں میں جھگڑا ہو جائے تو جلد صلح کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دوسرے مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کے درمیان صلح صفائی کی کوشش کریں اور اگر کوئی ایک جماعت حق سے ہٹی ہوئی ہو اس کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی جائے اور اگر وہ راہِ راست پر آجائے تو ان کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرادو۔ چنانچہ فرمایا:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (سورۃ الحجرات:9/49)

"اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جس نے زیادتی کی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ (اللہ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو عدل وانصاف کے ساتھ ان کے درمیان صلح کرادو اور (ہر معاملے میں) انصاف سے کام لیا کرو، بیشک اللہ تعالی انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"۔

☆ اسلام سے قبل عرب قبائل میں بڑی بڑی دشمنیاں تھیں اور ہر شخص اپنی قوم اور قبیلہ کا ساتھ دیتا تھا اور اس میں یہ تمیز کوئی نہیں کرتا تھا کہ میں جس کا ساتھ دے رہا ہوں وہ حق پر ہے یا غلط ہے بس اپنی قوم کا ہے اس لئے اس کا ساتھ دینا ضروری سمجھتے جبکہ اسلام نے یہ حکم دیا کہ تم نے مظلوم کا ساتھ دینا ہے چاہے وہ تمہارا غیر ہی کیوں نہ ہو اور ظالم کا ساتھ نہیں مت دو چاہے وہ تمہارا اپنا ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ ایک جگہ فرمایا:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○(سورۃ المائدہ:8/5)

"کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس حد تک نہ لے جائے کہ تم ناانصافی کرنے لگو۔ انصاف سے کام لو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالی تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے"۔

☆ ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ: «تَحْجُزُهُ، أَوْ تَمْنَعُهُ، مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ»(صحیح البخاری: 6952 کتاب الأکراہ باب منه)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ! اگر میرا بھائی مظلوم ہو تو پھر تو میں اس کی مدد کروں گا(یہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن) اگر وہ ظالم ہو تو پھر میں کیسے اس کی مدد کروں؟ آپ نے فرمایا: تم اس کو ظلم سے روکو یہی اس کی مدد ہے"

اور دوسری حدیث مبارکہ میں ہے:

قَالَ: «تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ»(صحیح البخاری: 2444 كِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ بَابٌ: أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لو"

مسلمان بھائی بھائی

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○(سورۃ الحجرات:10/49)

"بیشک تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لئے اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے"۔

اس میں اشارہ اس طرف بھی ہے کہ اگر دو افراد کا یا دو قوموں کا اختلاف اور جھگڑا ہو جائے تو باقی لوگوں کو ان کی اصلاح اور صلح صفائی کی اسی طرح کوشش اور فکر کرنی چاہیئے جس طرح اپنے گھر اور خاندان کے افراد میں ہوتی ہے اور جس طرح تم یہ کوشش کرتے ہو کہ دو بھائیوں کے درمیان جھگڑا نہیں ہونا چاہیئے اسی طرح یہ کوشش بھی کرنی چاہئے کہ دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی کوئی جھگڑا نہیں ہونا چاہیئے۔

☆ سورت انفال کے شروع میں فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○(سورۃ الانفال:1/8)

"اللہ سے ڈرو اور آپس کے تعلقات درست رکھو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو"۔

آپس کا اختلاف دو وجہ سے ہوتا ہے (1) یا تو ایک طرف سے یا دونوں طرف سے زیادتی ہو رہی ہوتی ہے اس لئے فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ (اللہ سے ڈرو) (2) دوسری وجہ اللہ اور اس کی تعلیمات سے دوری ہوتی ہے اس لئے فرمایا: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو)

☆ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (صحیح البخاری: 13 كِتَابُ الإِيْمَانِ بَابٌ: مِنَ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صحیح معنی میں مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے“۔

یعنی دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرے جس طرح کا سلوک وہ اپنے لئے دسروں سے چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر آدمی یہی چاہتا ہے کہ دوسرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں اس لئے خود اسے بھی چاہئے کہ دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے۔ ہر شخص جس طرح یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ ناانصافی اور زیادتی نہ کرے اسی طرح اسے چاہئے کہ وہ بھی دوسروں کے ساتھ ناانصافی اور زیادتی نہ کرے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے کہ دوسرے میری عزت کریں اسی طرح اسے چاہئے کہ وہ بھی دوسروں کی عزت کیا کرے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ، مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (صحیح المسلم: 6670 کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ)

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی بھائی ہے اس لئے نہ اس کے ساتھ زیادتی کرتا ہے نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے اللہ اس کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے جو شخص کسی مسلمان کی کوئی پریشانی دور کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی پریشانی دور فرمائیں گے۔ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا“۔

چند معاشرتی خرابیوں کی اصلاح

سورۃ کے دوسرے رکوع میں ان اسباب کی نشاندہی اور ان کا سدباب کیا گیا ہے جن کی وجہ سے آپس میں رنجشیں اور بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور لڑائی جھگڑے جنم لیتے ہیں۔

کسی کا مذاق اڑانا

ان میں پہلی چیز ایک دوسرے کا مذاق اڑانا ہے چنانچہ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (سورۃالحجرات:11/49)

"اے ایمان والو!نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے) وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے) وہ ان سے بہتر ہوں"۔

چونکہ عام طور پر مردوں کا زیادہ میل جول مردوں کے ساتھ اور عورتوں کا میل جول عورتوں کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں اور عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں کیونکہ ہو سکتا ہے تم جس کا مذاق اڑارہے ہو وہ اللہ کی نظر میں تم سے زیادہ بہتر ہو اللہ تعالی کے ہاں بہتر ہونے کا معیار دنیا نہیں بلکہ ایمان، اعمالِ صالحہ اور تقوی ہے اور کس کے دل میں تقوی زیادہ ہے اور کس کے اعمال اللہ کے ہاں زیادہ مقبول ہیں یہ اللہ ہی جانتے ہیں۔

اگر کسی شخص کے جسم میں یا شکل وصورت میں، یا قدو قامت میں کوئی عیب نظر آئے اس پر ہنسنا یا مذاق اڑانا نہیں چاہئے کیا خبر کہ وہ ایمان واخلاص میں اللہ کے نزدیک زیادہ مقبول ہو۔

مذاق اڑانا جس طرح زبان سے ہوتا ہے اسی طرح ہاتھ اور پاؤں سے بھی ہوتا ہے جیسے اس کی نقل اتارنا اور اشارہ کرنا قرآن مجید نے اس کی ممانعت کا اتنا اہتمام کیا ہے کہ مردوں کو اس سے الگ منع کیا ہے اور عورتوں کو الگ منع کیا ہے۔

☆ صاحبِ فیض القدیر نے حضرت حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ:

كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ مَنْ رَمٰى اَخَاهُ بِذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَبْتَلِيَهُ اللّٰهُ بِهٖ (فيض القدير)

"حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: سلَف (صحابہ کرام) فرماتے تھے کہ جس نے اپنے بھائی کو کسی ایسے گناہ پر متہم کیا جس سے وہ توبہ کر چکا تھا تو مرنے سے پہلے اللہ تعالی اس کو اسی گناہ میں مبتلا کر دے گا"

علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کی سعادت اور خوش نصیبی اس میں ہے کہ وہ اپنے عیبوں پر نظر رکھے اور ان کی اصلاح کی فکر کرے اور جو ایسا کرے گا اس کو دوسرے کے عیب تلاش کرنے کی اور ان کو دیکھنے کی فرصت ہی نہیں ملے گی۔

بہادر شاہ ظفر نے کیا خوب کہا:

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر، رہے دیکھتے لوگوں کے عیب وہنر جب پڑی اپنی برائیوں پر نظر، تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا۔

طعنے دینا

ایک اور برائی یہاں جس سے منع کیا گیا ہے وہ ہے باہم ایک دوسرے کو طعنے دینا اس کی وجہ سے آپس میں نفرتیں اور لڑائی جھگڑے جنم لیتے ہیں چنانچہ فرمایا:

وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ (سورۃالحجرات:11/49)

"اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو"

طعنہ دینے سے مراد اس کا کوئی عیب ذکر کرکے اس کو شرمندہ کرنا خواہ یہ عیب جسمانی ہو یا اخلاقی، یا کسی کے خاندان یا اس کے پیشے کو حقیر سمجھا جاتا ہو اور اس کا ذکر کیا جائے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنۡ عَبۡدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ: لَيۡسَ الۡمُؤۡمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الۡفَاحِشِ وَلَا الۡبَذِيۡءِ. (جامع الترمذی:1977 أَبۡوَابُ الۡبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعۡنَةِ)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مومن نہ طعنے دینے والا ہوتا ہے نہ لعنتیں دینے والا ہوتا ہے نہ بے حیائی کے کام کرنے والا ہوتا ہے اور نہ بیہودہ باتیں کرنے والا ہوتا ہے"۔

برے القاب سے پکارنا

وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ○ (سورۃ الحجرات:11/49)

"ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے، اور جو لوگ (توبہ کرکے) ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم ہیں"۔

یعنی کسی کا الٹا نام لیا جائے یا ایسا نام رکھ دیا جائے جو اسے ناگوار ہو اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ یہ گناہ ہے اس سے تم خود گنہگار ہوگے اور خود تم پر گنہگار ہونے کا نام لگے گا اور کسی مسلمان پر یہ نام لگنا کہ وہ گنہگار ہے ایمان لانے کے بعد بہت بری بات ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ تم کسی دوسرے پر برا نام لگارہے تھے اور اس عمل سے خود تم پر برا نام لگ گیا (آسان ترجمہ قرآن از شیخ الاسلام)

یعنی کسی مسلمان کے لئے یہ بڑے گناہ کی بات ہے کہ وہ کسی کو برے لقب سے پکارے اس کے الٹے نام رکھے اور ایمان لانے کے بعد اور مسلمان ہونے کا دعوی کرنے کے بعد یہ بہت بری بات ہے کہ آدمی ایسا کام کرے جس سے وہ اللہ کے نزدیک گناہگار سمجھا جائے۔ اور یہ ایسا گناہ ہے جس سے ہر مسلمان کو تابہ کرنی چاہئے اور جو توبہ نہ کرے اس کے بارے میں فرمایا:

وَمَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (سورۃالحجرات:11/49)

"جو لوگ اس گناہ سے توبہ نہ کریں وہ بڑے ظالم اور گناہگار ہیں"

بد گمانی اور عیب جوئی

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (سورۃ الحجرات:12/49)

"اے ایمان والو! زیادہ بد گمانیوں سے بچا کرو کیونکہ کئی گمان گناہ ہوتے ہیں"۔

یعنی کسی کے خلاف تحقیق کے بغیر بد گمانی دل میں جمالینا گناہ ہے (آسان ترجمہ)

☆ اور فرمایا: وَلَا تَجَسَّسُوْا (سورۃ الحجرات:12/49)

"اور کسی کی کھوج میں نہ لگا کرو"۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اس بات کی تلاش میں رہنا کہ دوسرے کی پرائیویٹ زندگی سے متعلق کوئی بات ہاتھ لگ جائے تاکہ اس کو بدنام اور رسوا کیا جائے۔

یہ چیز کبھی تو حسد کی وجہ سے ہوتی ہے کہ حریف کی کوئی خامی اور کمزوری ہاتھ جائے جس سے کلیجہ ٹھنڈا ہو اور کبھی یہ بغض اور کینہ کی وجہ سے ہوتی ہے کہ مخالف کی کوئی بات ہاتھ لگ جائے جس کی تشہیر کر کے اس کو بدنام اور رسوا کیا جا سکے۔

یاد رکھئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "جو کسی مسلمان کی کمزوریاں تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی کمزوریاں تلاش کرتے ہیں اور اس کو اسی کے گھر میں ہی رسوا کر دیتے ہیں"۔ (ابو داود)

☆ اور ایک حدیث مبارکہ میں آپ کا ارشاد ہے فرمایا:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا» (صحیح البخاری: 6724 كِتَابُ الفَرَائِضِ بَابُ تَعْلِيمِ الفَرَائِضِ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے نہ ٹوہ میں لگو نہ جاسوسی کرو، نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، نہ ایک دوسرے کے پیچھے پڑو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ"

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيْمَانُ إِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهٗ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ قَالَ: وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ: مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللهِ مِنْكِ. (جامع الترمذی: 2032 أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَعْظِيْمِ الْمُؤْمِنِ)

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بار رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے ارشاد فرمایا: اے وہ لوگو جنہوں نے زبان سے اسلام قبول کیا ہے لیکن ایمان ان کے دلوں تک نہیں پہنچا مسلمانوں کو تکلیف نہ دو نہ انہیں عار دلاؤ اور نہ ان کے عیب تلاش کرو یاد رکھو جو آدمی کسی مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عیب

گیری کرتا ہے اور اللہ تعالی جس کی عیب گیری کرتا ہے اسے ذلیل ورسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی (چھپ کر) بیٹھا ہو (اور اسی حدیث مبارکہ میں یہ بھی ہے کہ) ایک دن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے بیت اللہ تو بڑا اعظمت اور عزت والا ہے لیکن ایک مومن کی حرمت اللہ تعالی کے نزدیک تیری عزت سے بھی زیادہ ہے"

اس لئے کسی مسلمان کی عیب جوئی کرنا اور اس کے بارے بدگمانی رکھنا سخت گناہ ہے۔ اس سے ناصرف یہ کہ سخت گناہ ہوتا ہے اور اللہ تعالی کی ناراضگی ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس سے آپس میں نفرتیں، بدگمانیاں، غلط فہمیاں اور دشمنیاں جنم لیتی ہیں اور معاشرے کا امن وسکون تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے خاص طور پر فرمایا کہ دوسروں کے بارے میں بدگمانی سے بچو اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو۔

غیبت کرنا

سورۃ الحجرات میں ایک اور جس سے منع کیا گیا ہے وہ غیبت کرنا چنانچہ فرمایا:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ○ **(سورۃ الحجرات:12/49)**

"اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالی بڑا توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے"۔

غیبت کی تعریف ایک حدیث مبارکہ میں خود حضور اقدس ﷺ نے فرمائی ہے کہ: "تم اپنے بھائی کا تذکرہ اس طرح کرو (یعنی ایسے الفاظ اور ایسے انداز سے کرو) جو اسے ناگوار ہو ایک صحابی سے پوچھا کہ: "اگر اس میں واقعی وہ عیب موجود ہو (جو میں بیان کر رہا ہوں تو کیا اس کو بیان کرنا بھی غیبت ہے؟" آپ نے فرمایا: "اگر اس میں واقعی وہ عیب ہو تب تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب موجود ہی نہ ہو تو یہ بہتان ہو گا" یعنی یہ اس سے بھی بڑا گناہ ہو گا۔

بعض لوگوں عادت ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی غیبت اور پیٹھ پیچھے برائی کرتے رہتے ہیں اگر انہیں منع کیا جائے یا سمجھایا جائے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ جی میں کوئی جھوٹ بول رہا ہوں میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں میں تو یہ یہ بات اس کے منہ پر بھی کرنے کو تیار ہوں تو یاد رکھیں کہ یہ بھی غیبت ہے کہ بات سچی ہو لیکن آپ کسی کی پیٹھ پیچھے بات کر رہے ہوں اور ایسے الفاظ یا ایسے انداز سے بات کریں کہ اگر وہ سامنے موجود ہوتا تو اس کو برا لگتا یہی غیبت ہے ورنہ وہ بات جو اس کی پیٹھ پیچھے کہی جا رہی ہے اگر وہ اس کے اندر موجود ہی نہ ہو تو یہ تو بہتان ہو جائے گا جو اس سے بھی بڑا جرم اور گناہ ہے۔

پھر اللہ تعالی نے غیبت کی مثال دی ہے کہ غیبت کی مثال ایسے ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا جو کہ انتہائی گھناؤنا اور قابلِ نفرت فعل ہے پھر جس کی غیبت کی جائے وہ چونکہ موقع پر موجود نہیں ہوتا اس لئے اس کو مردہ (بھائی) کے ساتھ تشبیہ دی گئی

ہے ظاہر ہے کہ اس سے ہر آدمی نفرت کرے گا تو سبق یہ دیا گیا ہے کہ جس طرح تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے نفرت کرتے ہو کسی کی غیبت کرنے سے بھی تمہیں اسی طرح نفرت ہونی چاہیئے۔ پھر فرمایا:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ الحجرات:12/49)

"اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالی توبہ قبول کرنے والے اور نہایت رحم کرنے والے ہیں"۔

(یعنی ان جرائم کے معاملے میں اللہ سے ڈرنا چاہیئے اور اگر ان میں سے کوئی جرم ہو جائے تو فوراً اللہ تعالی سے توبہ کر لینی چاہیئے اللہ تعالی بڑے توبہ قبول کرنے والے ہیں اور بڑے مہربان ہیں۔

اگلی آیت مبارکہ میں فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (سورۃ الحجرات:13/49)

"اے لوگو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے مختلف خاندان اور قبیلے اس لئے بنائے ہیں تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقوی والا ہو گا بیشک اللہ تعالی سب کچھ جاننے والا ہر چیز سے باخبر ہے"

اس آیت میں اللہ تعالی نے انسانی مساوات کا ایک عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انسانیت کو ایک ماں اور ایک باپ حضرت آدم اور حضرت حوا سے پیدا کیا ہے انسان ہونے میں سب برابر ہیں باقی جو مختلف خاندان اور قبیلے بنائے ہیں یہ صرف باہمی پہچان کے لئے ہیں اس لئے کسی کی عزت و شرافت کا معیار اس کا خاندان یا قبیلہ نہیں بلکہ تقوی والا ہے جو جتنا زیادہ تقوی والا ہو گا اتنا وہ اللہ کے ہاں معزز ہو گا۔

زمانہ اسلام سے پہلے حسب و نسب پر بہت زیادہ فخر کیا جاتا تھا کوئی قوم اعلی اور کوئی ادنی سمجھی جاتی تھی بڑی ذات والا چھوٹی ذات والے کو کمتر سمجھتا اور اس کے حقوق سلب کر لیتا تھا اسلام نے بتایا کہ انسانیت کے ناتے تمام انسان برابر ہیں اور خاندان اور قبائل کی تقسیم محض باہمی پہچان کے لئے ہے یہ کسی کے اعلی یا ادنی ہونے کی دلیل نہیں ہے اور یہ اللہ کے نزدیک فضیلت کا معیار نہیں ہے اللہ تعالی کے ہاں فضیلت کا معیار ایمان اور تقوی ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع اللہ کے نبی ﷺ نے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى (مسند احمد: 23489)

حضرت ابو نضرۃ فرماتے ہیں ہمیں اس صحابی نے بیان کیا جنہوں نے ایامِ تشریق کے دوران رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! یادر کھو بیشک تمہارارب بھی ایک ہے اور تمہاراباپ بھی ایک تھایاد رکھو کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر تقویٰ کے ذریعہ۔(اور فرمایا:) کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچادیا؟ تو سب سے کہا آپ نے پہنچادیا ہے۔

یعنی جو اعمالِ صالحہ تقویٰ اور پرہیز گاری والی زندگی گزارتا ہے اللہ تعالی کے نزدیک وہی معزز ہے چاہے وہ کسی نسل اور خاندان سے ہو اور چاہے وہ کسی ملک اور علاقے کا ہو اور جس کے اندر یہ بات نہیں وہ اللہ کے ہاں معزز نہیں ہے خواہ وہ کسی رنگ و نسل سے یا کسی ملک و علاقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

خلاصہ

معاشرے کی اصلاح کے لئے، آپس کے فسادات اور رنجشیں ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ:

- ہم شریعت پر عمل پیرا ہوں، اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی پابندی کریں اور اس سے ایک قدم بھی تجاوز نہ کریں۔
- جس طرح آپکی حیات طیبہ میں حکم تھا کہ آپ کے سامنے آواز اونچی نہ کی جائے بلکہ آپکی مجلس میں ادب کے ساتھ بیٹھا جائے اسی طرح جس مجلس و محفل میں آپ کلام سنایا جارہا ہو تو اس مجلس میں بھی ادب اور خاموشی کے ساتھ بیٹھنا چاہئے اور شور شرابہ کرنا بے ادبی ہو گی۔
- جب بھی کوئی خبر سامنے آئے تو بغیر تحقیق کے اس خبر پر نہ یقین کریں نہ اس کو پھیلائیں۔
- آپس کے تعلقات اور معاملات درست رکھیں کسی کا کوئی جھگڑا یا اختلاف ہو جائیں تو صلح صفائی کی کوشش کریں۔
- سب مسلمان بھائی بھائی ہیں سب کے ساتھ بھائیوں کی طرح سلوک رکھیں۔
- کسی کا مذاق اڑانا، طعنہ دینا، کسی کو برے القاب سے پکارنا، اُلٹے نام لینا، بدگمانی کرنا، کسی کے عیب اور اس کی خامیاں تلاش کرنا، پیٹھ پیچھے برائی کرنا، غیبت کرنا بڑے بڑے گناہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی میں آتے ہیں اس سے اللہ تعالی بھی ناراض ہوتے ہیں اور معاشرے میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔
- تمام انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اس لئے انسانیت میں سب برابر ہیں باقی خاندان اور قبائل صرف باہمی تعارف اور پہچان کے لئے ہیں یہ عزت و شرافت کا معیار نہیں ہیں عزت و شرافت کا معیار تقویٰ ہے کہ جس میں جتنا زیادہ تقویٰ ہو گا اتنا وہ اللہ کے نزدیک عزت والا ہو گا۔

خطبہ رائٹر: اکرم بشیر مخدوم پوری

فاضل دارالعلوم کبیر والا، خطیب جامع مسجد تقویٰ۔ یوبی ایل سوسائٹی۔ لاہور

علماء و خطباء ہر ہفتے ہمارا بیان حاصل کرنے کے لئے "بیانِ جمعہ" لکھ کر اس نمبر پر وٹس ایپ کریں۔

03076980022